سلسلہ
مواعظ حسنہ
نمبر ۲۹

بعثتِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقاصد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ : گلشن اقبال، کراچی

سلسلۂ مواعظ حسنہ نمبر ۲۹

بعثتِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مقاصد

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حلیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ امیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیری صحبت کا ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا دامت برکاتہم کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : بعثتِ نبوت کے مقاصد

واعظ : عارف باللہ مجدِدِزمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۱۴؍ربیع الثانی ۱۴۱۷ھ مطابق ۳۰؍اگست ۱۹۹۶ء بروز جمعہ

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب مدظلہ (خلیفہ مُجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ)

تاریخ اشاعت : ۲۸؍ربیع الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۸؍فروری ۲۰۱۵ء

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شایع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شایع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہِ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آیندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

عرضِ مرتب ٦
مستحقِ قہر و عذاب ۹
اصلاحِ قلب کی اہمیت ۱۰
طواف بیت الرّب اور طواف ربّ البیت ۱۰
مسلمان بیت اللہ کو نہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں ۱۱
علّامہ شامی کی اولیاء اللہ سے عقیدت اور سمتِ کعبہ کا ایک مسئلہ ۱۲
وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرٰهِمُ الْقَوَاعِدَ کی تفسیر ۱۲
حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے نام ساتھ ساتھ نازل نہ فرمانے کا راز ۱۳
رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں انبیاء کی شانِ عبدیت کا ظہور ہے ۱۳
إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ کی تفسیر ۱۴
سَمِيعٌ و عَلِيمٌ کا ربط ۱۴
رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ سے کیا مراد ہے؟ ۱۴
تمام مناسکِ حج وحی سے بتائے گئے ۱۵
کعبہ شریف زمین کے بالکل وسط میں ہے ۱۵
تفسیر تُبْ عَلَيْنَا ۱٦
انبیاء علیہم السلام کی توبہ سے کیا مراد ہے؟ ۱٦
اَلتَّوَّابُ الرَّحِيمُ کے تقدّم و تأخّر کے دو عجیب نکتے ۱۷
فرقۂ معتزلہ کا رد ۱۷
غَفُوْرٌ اور وَدُوْدٌ کا ربط ۱۸
مقاصدِ بعثتِ نبوت ۱۸
يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ سے مکاتبِ قرآن اور دارالعلوم کا ثبوت ۱۹

وَيُزَكِّيْهِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ۱۹
تعلیم اور تزکیہ کے تقدم و تاخر کے اسرارِ عجیبہ ۲۱
تعلیمِ کتاب میں حکمت کی اہمیت ۲۱
حکمت کی پانچ تفسیریں ۲۲
دخولِ مسجد کی دعا اور قعدہ میں تشہد کے رموز ۲۲
مسجد سے نکلتے وقت روزی مانگنے کا راز ۲۳
صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ کی شرح اور طریق السنۃ کی تعلیم ۲۴
حکمت کی تیسری تفسیر ۲۵
حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکمتِ دینیہ ۲۵
حکمت کی چوتھی تفسیر ۲۶
حکمت کی پانچویں تفسیر ۲۷
تفسیر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۲۸

❁❁❁❁

دیدۂ اشک باریدہ

لذتِ قربِ ندامت گریۂ زاری میں ہے
قرب کیا جانے جو دیدۂ اشک باریدہ نہیں

جس کو استغفار کی توفیق حاصل ہو گئی
پھر نہیں جائز یہ کہنا کہ وہ بخشیدہ نہیں

اخترؔ

عرضِ مرتب

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

دینی انحطاط کے اس دور کا ایک بہت بڑا المیہ یہ بھی ہے کہ مختلف شعبہ ہائے دین میں خدمات انجام دینے والے بعض حضرات صرف اپنے ہی شعبہ کو عین دین سمجھ کر دوسرے شعبوں کو بہ نظرِ استخفاف دیکھتے ہیں اور گویا کُلُّ حِزۡبٍۭ بِمَا لَدَیۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ[1] کے مصداق ہیں، حالاں کہ دین کا ہر شعبہ اپنی جگہ اہم ہے۔ مکاتبِ قرآن اور مدارسِ علمیہ بھی دین کے شعبے ہیں، دعوت و تبلیغ بھی دین کا شعبہ ہے، خانقاہیں بھی دین کا شعبہ ہیں جہاں اصلاح وتزکیۂ نفوس کا کام انجام دیا جاتا ہے جس پر قبولِ اعمال کا مدار ہے۔

مرشدنا ومولانا عارف باللہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ۱۴؍ ربیع الثانی ۱۴۱۷؁ھ بمطابق ۳۰؍ اگست ۱۹۹۶؁ء بروز جمعہ گیارہ بج کر ۴۵ منٹ پر خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال میں مسجد اشرف کی محراب سے نہایت جامع اور عالمانہ بیان فرمایا اور آیت یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ وَیُزَكِّیۡهِمۡ[2] سے ثابت فرمایا کہ مکاتبِ قرآنی ومدارسِ دینیہ وخانقاہیں بعثتِ نبوت کے مقاصد میں سے ہیں۔ حضرت والا کا بیان علم وعشق کا مرقع، حقائق دینیہ کا مظہر، اور افکار وعقائدِ باطلہ کا قاطع تھا اور حضرت والا کے سوز ودرد وکیفِ عشق میں ڈوبا ہوا جس سے سامعین کے قلوب سرشار اور آنکھیں اشکبار تھیں۔

ہاں کلیجے منہ کو آتے ہیں تری آواز سے
کس قیامت کی تڑپ اُف تیرے افسانے میں ہے
(جامع)

بہت سے اہل علم حضرات نے وعظ کے بعد فرمایا کہ جس آیت شریفہ سے حضرت والا دامت

---

[1] المؤمنون:۵۳

[2] البقرۃ:۱۲۹

برکاتہم نے مقاصدِ بعثتِ نبوت کو ثابت فرمایا ہے ہماری نظر کبھی اس طرف نہیں گئی تھی۔ یہ عظیم الشان دلائل ناقابلِ رد ہیں۔

احقر راقم الحروف نے بیان کو مرتب کیا اور اس کا نام ”بعثتِ نبوت کے مقاصد“ (قرآنِ پاک کی روشنی میں) تجویز کیا گیا۔ حق تعالیٰ شرفِ قبول عطا فرمائیں اور حضرت والا کے فیوض وبرکات تاقیامت جاری رکھیں۔

اَطَالَ اللّٰہُ بَقَاءَہٗ وَاَدَامَ اللّٰہُ فُیُوْضَہٗ وَبَرَکَاتِہٖ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اٰمِیْنَ بِحُرْمَۃِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

مرتب:
یکے از خدام
عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

❁❁❁❁

دعا

ایسی صورت جو مجھے آپ سے غافل کردے
اے خدا اس سے بہت دور مرا دل کردے

اپنی رحمت سے تو طوفان کو ساحل کردے
ہر قدم پر تو مرے ساتھ میں منزل کردے

اے خدا دل پہ مرے فضل وہ نازل کردے
جو مرے دردِ محبت کو بھی کامل کردے

کلام حضرت عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

بعثتِ نبوت کے مقاصد

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَاِذْ يَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَاِسْمٰعِيْلُ ؕ

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۱۲۷﴾ [۳]

پچھلے جمعہ کو یہ آیت میں نے تلاوت کی تھی مگر اس کی تفسیر نہ ہو سکی کہ مضامین دوسرے آگئے اور بارش پر نہ بادلوں کو اختیار ہے نہ کسانوں کو اختیار ہے۔ جب حکم ہو جاتا ہے تو وہی بادل پانی برساتے ہیں اور وہی بادل پتھر برسا دیتے ہیں بجائے مفید بارش کے، اور جہاں برسنے کی اُمید ہوتی ہے وہاں سے دور بھگا کر دوسری جگہ بارش کر دیتے ہیں۔ اسی طرح مضامین کی آمد بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے، دعا کر کے بیٹھ جاتا ہوں کہ جو مضمون آپ کے بندوں کے لیے مفید ہو وہی دل میں عطا فرما دیجیے۔ میں خود بیان نہیں کرتا، بھیک مانگ کر بیٹھتا ہوں جو مالک بھیک دے دے گا وہی ہم آپ کو پیش کر دیں گے۔ ایک بھکاری اور ایک فقیر کے پاس کیا ہے! مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

بجز چیزے کہ دادی من چہ دارم

جو کچھ آپ نے عطا فرمایا ہے اس کے علاوہ اور میں کیا رکھتا ہوں ؎

چہ می جوئی ز جیب و آستینم

آپ میری جیب و آستین کی تلاشی نہ لیجیے۔ آپ کو تو سب معلوم ہے جو کچھ آپ دیں گے وہی تو

---

[۳] البقرۃ:۱۲۷

ہم پائیں گے اور مولانا رومی نے عرض کیا ؂

بر کف من نہہ شراب آتشیں

اے خدا! اپنی محبت کی تیز والی شراب میرے ہاتھ پر رکھ دیجیے۔ آگ والی، تیز والی، نہایت گرما گرم اپنی شرابِ محبت میرے ہاتھ پر رکھ دیجیے ؂

بعد ازیں کر و فر مستانہ بیں

اس کے بعد میری مستانہ شان و شوکت کو دیکھیے۔ ہم فقیروں کے پاس کیا ہے، اگر آپ اپنی محبت کا جام ہم کو نہ پلائیں گے تو ہم کہاں سے مستی لائیں گے؟

مستیٔ قہر و عذاب

ہاں! ایک دوسری مستی آسکتی ہے، اگر آپ کا کرم نہ ہو تو گناہوں کی مستی آسکتی ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؂

از شراب قہر چوں مستی دہی

جس پر آپ عذاب نازل کرنا چاہتے ہیں تو اس کو اپنے عذاب کی مستی دے دیتے ہیں، وہ قہرِ الٰہی ہوتا ہے۔ ایسا شخص کیا کرتا ہے؟ ہر جگہ گناہ تلاش کرتا ہے۔ ٹیڈیوں کو تلاش کرتا ہے۔ حسینوں کو تلاش کرتا ہے ؂

نیست ہا را صورت ہستی دہی

جو فانی حسین ہیں وہ ان کے حسن پر پاگل ہوجاتا ہے۔ تو جب تقاضا گناہ کا شدید ہو تو سمجھ لو اللہ تعالیٰ کے قہر اور عذاب کی بارش شروع ہوگئی۔ جلدی کسی اللہ والے کے پاس خانقاہوں میں چلے جاؤ اور دو رکعات توبہ پڑھ کر خدا سے اس بد مستی اور قہر والی مستی سے پناہ مانگو۔

مستی دو قسم کی ہے ایک بد مستی اور ایک خوش مستی۔ خوش مستی وہ ہے جو مالک پر فدا ہو اور گناہ سے نظر بچا کر مست رہے کہ کیا آپ کا کرم ہے کہ آپ نے اپنی راہ میں غم اُٹھانے کی توفیق دی۔ کہاں یہ میری قسمت! میرا پہلا شعر پہلے حج کا ہے۔ جب پہلا طواف نصیب ہوا تو میں نے اپنے مالک، ربّ البیت کو یہ شعر پیش کیا ؂

کہاں یہ میری قسمت یہ طواف تیرے گھر کا
میں جاگتا ہوں یاربّ یا خواب دیکھتا ہوں

جس کو اللہ پر فدا ہونا نصیب ہو جائے سمجھ لو کہ اس کو صحیح مستی ملی ہے۔ اولیاء اللہ والی مستی ملی ہے، مقبولینِ بارگاہ کی مستی ملی ہے۔ اور جس پر گناہ کی مستی سوار ہوتی ہے یہ اللہ کے مردود بندوں کی مستی ہے۔ عذابِ الٰہی اور قہرِ الٰہی کی مستی ہے۔ ڈر جاؤ۔ جب کبھی دیکھو کہ تقاضا معصیت کا شدید ہو رہا ہے تو رونا شروع کردو کہ اے خدا! اس قہر کی مستی سے ہم کو پاک فرمادے۔

اصلاحِ قلب کی اہمیت

تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ اپنے دو پیغمبروں کا واقعہ بیان فرماتے ہیں۔ دیکھیے! دل کی اصلاح جو ہے نہایت اہم چیز ہے، اگر دل کی اصلاح نہ ہو تو کعبہ شریف میں بھی مزہ نہیں آئے گا۔ اللہ کے گھر کا وہی مزہ لیتا ہے جو گھر والے سے محبت رکھتا ہے۔ آپ کسی کے گھر جائیں لیکن اگر گھر والے سے محبت نہیں تو مزہ نہیں آئے گا۔ اس لیے میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص نے ایک بزرگ سے کہا کہ میں حج کرنے جارہا ہوں۔ فرمایا: فرض حج کرلیا؟ عرض کیا: ہاں کرلیا۔ تو اس بزرگ نے فرمایا کہ جس کے گھر جارہے ہو کیا اس گھر والے سے تمہاری جان پہچان ہے؟ کہا: جان پہچان تو نہیں ہے۔ فرمایا کہ ایک سال میرے پاس رہ جاؤ۔ ایک سال کے بعد جب گئے تو اتنا مزہ آیا کہ دس بارہ جو حج کیے تھے اس کے سامنے کچھ نہیں تھے۔ جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کی معرفت اور محبت ہوگی اتنی ہی کعبہ کی عظمت اور اس کا مزہ آئے گا۔

طوافِ بیت الرّب اور طوافِ ربّ البیت

اولیاء اللہ کو بیتُ الرّب سے ربّ البیت مل جاتا ہے۔ اللہ والے بیتُ اللہ کا خالی اللہ کے گھر کا طواف نہیں کرتے، وہ صاحبِ خانہ کا بھی طواف کرتے ہیں، ان کو خالی گھر کی زیارت نصیب نہیں ہوتی، بصیرتِ قلب سے صاحبِ خانہ کی بھی زیارت ہوتی ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

حج کردن زیارت خانہ بود

جو کعبہ کو دیکھ لے، عرفات کے میدان میں پہنچ جائے اس کا حج ہو جاتا ہے، لیکن۔

حج ربّ البیت مردانہ بود

حج ربِّ البیت کرنا، جو گھر والا ہے اس کی زیارت کرنا یہ اولیاء اللہ کا کام ہے۔

مسلمان بیت اللہ کو نہیں اللہ کو سجدہ کرتے ہیں

اسی لیے میرے شیخ نے فرمایا کہ ایک ہندو نے کہا کہ مولوی صاحب ہم کو پتھر کے بُت پوجنے سے منع کرتے ہو، لیکن آپ کا کعبہ شریف جہاں آپ لوگ سجدہ کرتے ہو وہ بھی تو پتھر کا ہے، پھر ہم میں اور آپ میں کیا فرق ہے؟ ہمارے اور تمہارے درمیان کیا فرق ہے؟ میں پتھر کا بُت پوجتا ہوں اور تم کعبہ شریف جو پتھر کا ہے وہاں سجدہ کرتے ہو۔ یہ واقعہ میرے مرشدِ اوّل حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا۔ ان مولانا نے ہندو کو جواب دیا۔

کافر ہے جو سجدہ کرے بُت خانہ سمجھ کر

اگر ہم کعبہ کو سجدہ کریں تو ہم کافر ہو جائیں۔

کافر ہے جو سجدہ کرے بُت خانہ سمجھ کر
سر رکھا ہے ہم نے درِ جانانہ سمجھ کر

ہم نے تو محبوب کی چوکھٹ پر سر رکھا ہے کہ میرے محبوب کا گھر ہے۔ ہم گھر کو سجدہ نہیں کرتے۔ گھر والے کو سجدہ کرتے ہیں۔ یہ تو محض سمت ہے۔ یہ تو ہمارے محبوب نے رُخ بتایا ہے کہ جب کعبہ کی طرف تمہارا رُخ ہوگا تو تمہاری نماز بھی قبول، سجدہ بھی قبول۔ یہ رُخ اللہ تعالیٰ نے متعین فرمایا ہے۔ بیتُ اللہ کو سجدہ کرنے کو خدا نے نہیں فرمایا، اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ بیتُ اللہ جو ہے یہ اللہ ہے۔ فرمایا کہ یہ تو ہمارا گھر ہے۔ طواف کرنے کے لیے، حج کے ارکان ادا کرنے کے لیے، اس کو خدا مت سمجھنا۔ اسی لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حجرِ اسود کا بوسہ لیا تو آپ رونے لگے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رونے لگے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر! کیوں روتے ہو؟ عرض کیا کہ جب خدا کا رسول رو

رہا ہے تو میں نہ روؤں؟ اور حجرِ اسود کو یمین اللہ فرمایا گیا بطور نشانی کے، لیکن حجرِ اسود بھی خدا نہیں ہے۔ یاد رکھو! بیت اللہ اور ہے ربّ البیت اور ہے۔ وہ تو رُخ ہے، حکم ہے کہ اس طرف سجدہ کرو، اس طرف نماز پڑھو۔ اور اگر کسی کو جگہ نہیں معلوم کہ کعبہ کس طرف ہے، نہ قبلہ نما پاس ہے نہ کوئی بتانے والا ہے تو تحرّی کرلو۔ دل میں سوچو، دل جس طرف کو گواہی دے کہ اس طرف کعبہ ہے تو اندازے سے جو رُخ کرلو گے نماز ہو جائے گی۔

علّامہ شامی کی اولیاء اللہ سے عقیدت اور سمتِ کعبہ کا ایک مسئلہ

علّامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک باب باندھا ہے، بَابُ کَرَامَاتِ الْاَوْلِیَاءِ۔ فرماتے ہیں کہ اگر کعبہ اُٹھ کر کسی ولی اللہ کی زیارت کو چلا جائے تو نماز کیسے ہوگی؟ دیکھ لو! شامی جلد ۱) میں فرماتے ہیں کہ کعبہ اگر اُٹھ کر کہیں چلا بھی جائے، تو جس زمین پر کعبہ شریف ہے جس کو بنائے ابراہیمی کہا جاتا ہے، اس زمین سے آسمان تک سب کعبہ ہے لہٰذا وہی رُخ کافی ہے۔ علامہ شامی کی تحقیق دیکھیے کہ کراماتِ اولیاء کے یہ بڑے بڑے علماء کیسے معتقد ہیں۔[۱]

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ کی تفسیر

تو اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے دو پیغمبروں کا حال بیان فرمایا کہ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کعبہ کی دیواریں اُٹھا رہے تھے۔ قواعد جمع ہے قاعدۃ کی اور قاعدۃ کے معنٰی ہیں بنیاد۔ حضرت حکیم الاُمت مجدّد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نے ''بیان القرآن'' میں قواعد کا ترجمہ دیوار فرمایا اور فرمایا کہ اشرف علی قواعد کا ترجمہ دیوار سے کیوں کر رہا ہے؟ اس کی وجہ اِذْ یَرْفَعُ ہے۔ جب بنیاد سے چیز آگے اُٹھتی ہے، بلند ہوتی ہے تو اسی کا نام دیوار ہے۔ لہٰذا رفعتِ قاعدہ مستلزم ہے دیوار کو، یعنی جب بنیاد اوپر اُٹھتی ہے تو دیوار کہلاتی ہے۔ لہٰذا حضرت نے قواعد کا ترجمہ دیوار کیا اور وجہ بھی بتادی۔

---

[۱] ردالمحتار: مطلب کرامات الاولیاء اِنَّ الْکَعْبَۃَ تَزُوْرُ وَاحِدًا مِنَ الْاَوْلِیَاءِ

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کے نام ساتھ ساتھ نازل نہ فرمانے کا راز

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا نام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کا نام اللہ تعالیٰ نے ساتھ ساتھ نازل نہیں فرمایا۔ وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ کے بعد اَلْقَوَاعِدَ، مِنَ اور اَلْبَیْتِ تین الفاظ اور نازل فرمائے پھر وَاِسْمٰعِیْلُ کو آخر میں نازل کیا۔ مفسر عظیم علّامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب باپ بیٹے دونوں ایک ساتھ بنا رہے تھے تو دونوں کا نام ساتھ ساتھ کیوں نازل نہیں فرمایا؟ ابراہیم علیہ السلام کے لفظ کو نازل فرما کر اسماعیل علیہ السلام کے لفظ کو ذرا فاصلے سے نازل کیا اور بیچ میں تین لفظ اَلْقَوَاعِدَ اور مِنَ اور اَلْبَیْتِ بڑھا دیے تاکہ اُمت یہ نہ سمجھے کہ تعمیرِ کعبہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں برابر کے درجے میں شامل ہیں، بلکہ قیامت تک اُمت کو یہ معلوم ہو جائے کہ اصل تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے اور اسماعیل علیہ السلام ان کے معین کے درجے میں ہیں۔ فَاِنَّهٗ کَانَ صَغِیْرًا وَّمُعِیْنًا لَّهٗ[۵] وہ اس وقت چھوٹے تھے اور ان کے معین و مددگار تھے۔ مددگار اور ہوتا ہے، اصل تعمیر کرنے والا مستری اور ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس مفسرِ عظیم علامہ آلوسی بغدادی مفتی بغداد کو جزائے عظیم دے اور ان کی قبر کو نور سے بھر دے۔ کتنا پیارا نکتہ بیان کیا کہ دونوں پیغمبروں کے ناموں میں ذرا سا فاصلہ کر دیا تاکہ دونوں میں مساوات لازم نہ آئے، بانیٔ کعبہ میں اور معین تعمیرِ کعبہ میں برابری لازم نہ آئے اور معلوم ہو کہ کعبہ اصل میں ابراہیم علیہ السلام کی تعمیر ہے اور اسماعیل علیہ السلام ان کے معین و مددگار ہیں۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا میں انبیاء کی شانِ عبدیت کا ظہور ہے

پھر ان بزرگوں نے دونوں پیغمبروں نے دُعا مانگی:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اے ہمارے ربّ! ازراہِ کرم ہمارے اس عمل کو قبول فرمالیجیے۔ تَقَبَّلْ باب تَفَعُّلْ ہے جس

۵؎ روح المعانی: ۳۸۵/۱، البقرۃ (۱۲۷)، دار احیاء التراث، بیروت

میں خاصیت تکلّف کی ہے جس کے معنٰی ہوئے کہ یہ تکلّف قبول فرمالیجیے۔ ہماری قابلیت کو نہ دیکھیے، آپ کی عظمتِ غیر محدود کے شایانِ شان ہماری تعمیر نہیں ہے۔ آپ کے کعبہ مکرمہ کی جو شان ہے ویسی تعمیر ہم سے نہ ہوسکی۔ لیکن آپ ازراہِ کرم قبول فرمالیجیے۔

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ کی تفسیر

اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ آپ سننے والے جاننے والے ہیں۔ ان دو ناموں سَمِيْعٌ اور عَلِيْمٌ کے نزول کی وجہ بیان کی کہ اللہ تعالیٰ نے یہاں اپنی یہ دو صفات کیوں نازل فرمائیں؟ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ یعنی اَلسَّمِيْعُ لِدَعَائِنَا آپ ہماری دعا کو سن رہے ہیں، وَالْعَلِيْمُ بِنِيَّاتِنَا اور ہماری نیت سے آپ باخبر ہیں کہ ہم نے آپ ہی کے لیے یہ کعبہ بنایا ہے۔ سبحان اللہ! کتنی پیاری تفسیر کی۔

سَمِيْعٌ وعَلِيْمٌ کا ربط

سَمِيْعٌ اور عَلِيْمٌ میں ایک خاص ربط ہے۔ دنیا میں آدمی بعض وقت سنتا تو ہے لیکن دل کے حال سے باخبر نہیں ہوتا۔ سَمِيْعٌ تو ہوتا ہے عَلِيْمٌ نہیں ہوتا مثلاً ایک شخص دوسرے شخص کے سامنے اس کی خوب تعریف کررہا ہے لیکن دل میں بغض رکھتا ہے، تو دوسرا شخص سن تو رہا ہے لیکن دل کے بغض سے بے خبر ہے۔ سَمِيْعٌ تو ہے عَلِيْمٌ نہیں، اور اللہ تعالیٰ کے لیے یہ محال ہے۔ کیوں کہ وہ ہر ظاہر و باطن سے باخبر ہیں۔ لہٰذا دونوں پیغمبروں نے سَمِيْعٌ کے بعد عَلِيْمٌ فرمایا کہ آپ ہماری دعا کو سن بھی رہے ہیں اور ہمارے دل کے حال سے بھی باخبر ہیں کہ ہم نے صرف آپ کے لیے کعبہ تعمیر کیا ہے۔

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ سے کیا مراد ہے؟

اس کے بعد دونوں پیغمبروں نے دعا مانگی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَا اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ[۱]

---

[۱] البقرۃ:۱۲۸

حکیم الاُمت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ سے کیا مراد ہے؟ کیوں کہ مسلمان تو وہ تھے ہی، پیغمبر تو مسلمان ہی ہوتا ہے۔ وَاجۡعَلۡنَا مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ کے معنٰی یہ نہیں ہیں کہ ہم کو مسلمان بنا دیجیے، بلکہ یہ معنٰی ہیں کہ مسلمان تو ہم ہیں ہی اے اللہ! ہم دونوں کو آپ اپنا زیادہ مطیع و فرماں بردار بنالیجیے۔ ہمارے اخلاص میں اور زیادہ ترقی عطا فرمایئے۔ جو ایمان و یقین اور اطاعت و اخلاص اس وقت ہمیں حاصل ہے اس سے اور زیادہ اعلیٰ درجے کا عطا فرمادیجیے۔ یہاں یہ مراد ہے، اس لیے صرف ترجمہ دیکھنا کافی نہیں، ترجمہ کے ساتھ تفسیر دیکھنا بھی ضروری ہے اور تفسیر میں کوئی بات سمجھ میں نہ آئے تو علماء سے پوچھنا چاہیے ورنہ آدمی بالکل غلط معنٰی سمجھتا ہے۔ مُسۡلِمَيۡنِ کے بارے میں وہ سوچے گا کہ نبی تو مسلمان ہوتے ہی ہیں پھر وہ مُسۡلِمَيۡنِ لَكَ کی دعا کیوں کررہے ہیں؟ لیکن تفسیر سے معلوم ہوا کہ اس سے مراد اخلاص واطاعت و فرماں برداری میں ترقی کی طلب ہے۔

تمام مناسکِ حج وحی سے بتائے گئے

وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا اور ہم کو حج کے احکام بھی بتلادیجیے کہ حج کس طرح کیا جائے؟ طواف کس طرح کریں؟ منیٰ میں کب قیام کیا جائے؟ اور وقوفِ عرفات کا دن اور وقت اور قیامِ مزدلفہ، غرض حج کے پورے احکام اور طریقے ہمیں بتادیجیے۔ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا میں تمام احکامِ حج شامل ہیں۔ اس لیے مفسرین لکھتے ہیں کہ آپ حج میں جتنے کام کرتے ہیں یہ کوئی من گھڑت اور خیالی پلاؤ نہیں ہے، بلکہ جبرئیل علیہ السلام کو بھیج کر اللہ تعالیٰ نے حج کا پورا طریقہ اور احکام بتائے۔

کعبہ شریف زمین کے بالکل وسط میں ہے

اور کعبہ شریف جہاں واقع ہے وہ پورے عالَم کا وسط ہے۔ آج دنیائے سائنس اور پوری دنیائے کفر حیران ہے کہ زمین کے بالکل بیچوں بیچ، بالکل وسط میں کعبہ شریف کیسے بنایا گیا، جبکہ اس وقت پیمائش کے آلات نہیں تھے، سائنس کی ترقی نہیں تھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بتادیا کہ یہاں کعبہ کی بنیاد رکھو جو

وسط ہے دنیا کا اور اَرِنَا مَنَاسِکَنَا دو پیغمبروں کی دُعا ہے، لہٰذا ان کی دعا کے صدقے میں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ جبرئیل علیہ السلام تمام مناسکِ حج اور پورا طریقہ حج وغیرہ کا بتایا۔ آج ہم لوگ جو حج کررہے ہیں یہ پورا طریقہ جبرئیل علیہ السلام کا بتایا ہوا ہے جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سب کو آگاہ فرمایا۔

تفسیر تُبْ عَلَیْنَا

وَ تُبْ عَلَیْنَا اور ہم پر توجہ فرمایئے یعنی اپنی توجہ و مہربانی کو ہم پر قائم رکھیے۔ تُبْ عَلَیْنَا کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی ہے اَیْ وَفِّقْنَا لِلتَّوْبَةِ[1] یعنی ہم کو توفیقِ توبہ دیجیے۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی توجہ سے مراد توفیقِ توبہ ہے۔ جس کو توفیقِ توبہ نہیں ہے وہ اللہ کی رحمت اور مہربانی سے بہت دور ہے، مقامِ بُعد میں مبتلا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی توبہ سے کیا مراد ہے؟

یہاں پر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اشکال قائم کیا ہے کہ پیغمبر سے تو گناہ کا ارتکاب نہیں ہوسکتا کیوں کہ نبی تو معصوم ہوتا ہے۔ پھر یہاں دونوں پیغمبر کیوں توفیقِ توبہ مانگ رہے ہیں؟ اس کا جواب یہ دیا کہ عوام کی توبہ اور ہے، خواص کی توبہ اور ہے اور یہاں نہ عوام کی توبہ مراد ہے نہ خواص کی بلکہ یہ اخص الخواص کی توبہ ہے۔ یعنی عام مسلمانوں کی توبہ ہوتی ہے گناہوں سے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْمَعْصِیَةِ اِلَی الطَّاعَةِ اور خواص اُمت کی توبہ ہوتی ہے غفلت سے اَلرُّجُوْعُ مِنَ الْغَفْلَةِ اِلَی الذِّکْرِ اور یہ توبہ اخص الخواص کی ہے یعنی پیغمبروں کی توبہ ہے، جس کا ترجمہ ہوگا اور ہمیں توفیقِ توبہ دیجیے۔ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَالتَّرَقِّیْ فِی الْمَقَامَاتِ یعنی ہم قرب کے جس مقام پر اب ہیں اس میں اور ترقی عطا فرمایئے اور ہم دونوں کے درجات اور بلند کردیجیے، ہمارے مقامِ قرب میں اور ترقی دیجیے۔ دیکھیے تفسیر روح المعانی اور خوب سمجھ لیں کہ یہ توفیق توبہ گناہ سے نہیں ہے کیوں کہ نبی معصوم ہوتے ہیں، ان سے گناہ صادر ہی نہیں ہوتے۔ اگر اکابر کی تفاسیر نہ دیکھی جائیں تو آدمی کو اشکال پیدا ہوجائے گا کہ پیغمبر آخر کس بات

[1] روح المعانی: ۱/۳۸۶، البقرۃ (۱۲۷)، داراحیاء التراث، بیروت

کی توبہ مانگ رہے ہیں۔ علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں اتنے بڑے اشکال کو دو جملوں میں حل کر دیا کہ پیغمبروں کی توبہ لِرَفْعِ الدَّرَجَاتِ وَالتَّرَقِّیْ فِی الْمَقَامَاتِ ہے یعنی رفع درجات اور مقامِ قرب میں ترقی کی درخواست ہے۔

اَلتَّوَّابُ الرَّحِیْمُ کے تقدّم و تأخّر کے دو عجیب نکتے

اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ اور بے شک آپ تَوَّابْ بھی ہیں رَحِیْم بھی ہیں، یعنی آپ توجہ فرمانے والے، مہربانی فرمانے والے ہیں۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تَوَّابْ کو پہلے کیوں نازل کیا اور رَحِیْم کو بعد میں کیوں نازل کیا؟ اس کا عجیب نکتہ بیان فرمایا جو قابلِ وجد ہے۔ دوستو! سن لو پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہ ہوئی۔ اس تقدم و تأخر کا راز یہ ہے کہ جس پر اللہ رحمت نازل کرتا ہے اسے پہلے توفیق توبہ دیتا ہے۔ تَوَّابْ کو اللہ تعالیٰ نے اس لیے مقدم فرمایا کہ ہم جس پر رحمت نازل کرتے ہیں پہلے اس کو توفیقِ توبہ دیتے ہیں اور توبہ کے ساتھ ہی رحمت نازل فرماتے ہیں۔ توفیق توبہ اور نزولِ رحمت دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ آگے آگے توفیق توبہ اور ساتھ ملا ہوا نزولِ رحمت۔ دونوں آپس میں ایک دوسرے کے جار اور جیران یعنی پڑوسی ہیں، ایک دم ملے ہوئے آتے ہیں۔ توفیقِ توبہ اور رحمت کا نزول ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ جس نے اللہ سے معافی مانگ لی وہ سایۂ رحمت میں آگیا، ایک سیکنڈ کی دیر نہیں ہوتی۔ توفیق توبہ شروع ہوئی، بندے نے استغفر اللہ کہا اور نزولِ رحمت ساتھ ساتھ شروع ہو گیا۔ ایک سیکنڈ کی تاخیر نہیں ہوتی۔ لیکن توفیقِ توبہ چوں کہ مقدم ہے خواہ ایک سیکنڈ ہی کے درجے میں سہی، اس لیے اللہ تعالیٰ نے تَوَّابْ کو مقدم کیا اور رَحِیْم کو مؤخر فرمایا۔

فرقۂ معتزلہ کا رد

دوسری وجہ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بیان فرمائی کہ فرقۂ معتزلہ ایک گمراہ فرقہ ہے جس نے یہ دعویٰ کیا کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ کو اس کی توبہ قبول کرنا قانوناً لازم ہے، اس کو معاف کرنا اللہ پر نعوذ باللہ! فرض ہے۔ اس لیے چودہ سو برس پہلے اللہ تعالیٰ نے یہ دو لفظ تَوَّابْ اور رَحِیْم نازل فرمائے، کیوں کہ اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ آئندہ ایک نالائق فرقہ معتزلہ پیدا ہو گا جو ایسا بے ہودہ دعویٰ کرے گا۔ مفسرین لکھتے ہیں کہ تَوَّابْ اور

رَحِیْم کے اس تقدم و تاخر میں اللہ تعالیٰ نے معتزلہ کارَد فرمادیا کہ اے نالائقو! اگر میں تمہاری توبہ کو قبول کرلیتاہوں تو یہ قانونی طور پر مجھ پر فرض نہیں ہے۔ میں رحیم ہوں شانِ رحمت سے تمہاری توبہ کو قبول کرتا ہوں، شانِ قانون سے نہیں، شانِ ضابطہ سے نہیں۔ آہ! کیا بلاغت ہے! اللہ تعالیٰ کے کلام میں کیا بلاغت ہے! ذرا دیکھو تو سہی! بھلا کوئی انسانی کلام ایسا ہو سکتا ہے؟ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ شانِ رحمت سے ہم بندوں کی توبہ قبول کرتے ہیں۔

غَفُوْرٌ اور وَدُوْدٌ کا ربط

اسی طرح وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ میں ایک خاص ربط ہے۔ میں پھولپور کے تالاب میں اپنے حضرت شیخ کے کپڑے دھورہا تھا، حضرت مسجد میں تلاوت کررہے تھے، تلاوت کرتے کرتے حضرت دوڑ کر آئے اور فرمایا: حکیم اختر! جلدی آؤ، اس وقت ایک عجیب و غریب علم عطا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَھُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش کی صفت غَفُوْرُ کی صفت کے بعد وَدُوْدُ کیوں نازل فرمایا؟ اس لیے کہ اے بندو! معلوم ہے کہ ہم تم کو بہت کیوں معاف کرتے ہیں؟ کیوں کہ ہم تم سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ دوسرا نام وَدُوْدُ جو نازل فرمایا یہ سبب ہے مغفرت کا۔ یعنی اے بندو! تمہیں ہم جلد معاف کیوں کرتے ہیں؟ تو حضرت نے اپنی پوربی زبان میں فرمایا تھا کہ مارے میا کے یعنی مارے محبت کے، میا کہتے ہیں پورب کی زبان میں محبت کو، مامتا کو۔ کیا عجیب الہامی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غَفُوْرُ کے بعد وَدُوْدُ نازل فرما کر یہ بتادیا کہ ہم تمہیں جو جلد معاف کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمیں تم سے بے حد محبت ہے، پالنے کی محبت ہے۔ جو بلّی پالتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بلّی کی بھی محبت دل میں ڈال دیتے ہیں، کُتّا پالتا ہے تو اس سے بھی محبت ہو جاتی ہے اور ہم ربّ العالمین تمہیں پالتے ہیں تو ہمیں تم سے محبت نہ ہو گی؟ جو ظالم توبہ ہی نہ کرے وہی خسارے میں رہتا ہے۔

مقاصدِ بعثتِ نبوت

اس کے بعد دونوں پیغمبروں نے ایک دعا مانگی:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ

اے اللہ! ہماری اولاد اور خونی رشتوں میں ایک پیغمبر پیدا فرما۔ یعنی سیّد الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما اور وہ رسول کیا کام کرے گا، اس کی بعثت کا کیا مقصد ہوگا؟ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ آپ کے کلام کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنائے، وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے۔

یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ سے مکاتبِ قرآن اور دارالعلوم کا ثبوت

دونوں پیغمبر دعا فرمارہے ہیں وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ اے ہمارے ربّ! ایک ایسا پیغمبر بھیجیے یعنی نبی آخر الزّماں سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم جو آپ کے کلام کی تلاوت لوگوں کو سنائے وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے یعنی آپ کے کلام کے الفاظ کے معانی سمجھائے، یُفَھِّمُھُمْ اَلْفَاظَہٗ قرآنِ پاک کے الفاظ کو سمجھائے، وَیُبَیِّنُ لَھُمْ کَیْفِیَّۃَ اَدَایِٔہٖ[۸] اور ہر لفظ کی کیفیتِ ادا کو بھی سکھائے کہ یہ لفظ کیسے ادا کیا جائے گا، یعنی تجوید و قرأت کی تعلیم دے۔ اس آیت سے مکاتبِ قرآن کے قیام کا ثبوت ملتا ہے جہاں تجوید و قرأت سکھائی جاتی ہے اور اسی آیت سے دارالعلوم کا ثبوت ہے جہاں کلام اللہ کی تفسیر ہوتی ہے۔ مقاصدِ بعثتِ نبوّت کو اللہ تعالیٰ قرآن میں نازل فرمارہے ہیں کہ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ ہمارا نبی ہماری آیات لوگوں کو سناتا ہے جس سے مکاتبِ قرآن کا قائم کرنا ثابت ہوتا ہے اور وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ سے دارالعلوموں کے قیام کا ثبوت ہے، کیوں کہ آپ آخری نبی ہیں، لہٰذا آپ کی بعثت کے مقاصد کو جاری رکھنا اُمت پر فرض ہے۔

وَیُزَکِّیْھِمْ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت

کعبہ کی تعمیر کے ساتھ دونوں پیغمبر علیہما السلام یہ دعا بھی فرمارہے ہیں کہ وَیُزَکِّیْھِمْ اور وہ نبی ایسا ہو جو دلوں کا تزکیہ کرے، ان کو پاک کردے۔ کیا مطلب کہ اے اللہ! کعبہ تو ہم نے بنادیا لیکن اگر دلوں کا کعبہ صحیح نہیں ہوگا تو اس کعبہ کی، بیت اللہ کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔

۸؎ روح المعانی:۱/۳۸۷، البقرۃ (۱۲۷)، داراحیاء التراث، بیروت

آپ کے گھر کی عزت وہی کرے گا جس کا دل صاف ہو گا، جس کے دل میں خدا کا عشق اور محبت ہو گی۔ دیکھا آپ نے! دونوں نبی کعبہ بنانے کے بعد یہ دعا کیوں کر رہے ہیں؟ کیوں کہ مسلمان کا دل کعبہ ہے، پہلے اس کو غیر اللہ سے پاک کرو، اسی لیے کلمہ میں پہلے لَآ اِلٰہَ ہے کہ دل کو لَآ اِلٰہَ سے خالی کرو پھر اِلَّا اللہُ کا نور ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سو ساٹھ بتوں کو کعبہ سے نکال دیا، مگر جب تک دل سے غیر اللہ کے بت نہیں نکلیں گے اس وقت تک یہ دل اللہ کی عظمتوں کو، کعبہ کی عظمتوں کو نہیں پہچان سکے گا۔ اس لیے مزکّی و مصفّٰی اور گناہوں سے توبہ کر کے جو متقی بندے حج کرتے ہیں ان کو کعبہ شریف میں کچھ اور نظر آتا ہے، انہیں کعبہ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ ہوتا ہے، اس لیے حضرت ابراہیم و حضرت اسماعیل علیہما السلام نے درخواست کی کہ ہماری اولاد میں سے ایسا رسول مبعوث فرمائیے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کا تزکیہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لیے دعا کرے کہ اے اللہ! آپ قیامت تک میری اولاد میں ایسے علمائے ربّانی پیدا فرمائیے جو آپ کے دیے ہوئے دین کے باغ کو پانی دیں اور اس کو ہرا بھرا رکھیں، ہمارے مکاتبِ قرآن کو اور ہمارے دارالعلوموں کو قائم رکھیں۔ تو یَتۡلُوۡا عَلَیۡہِمۡ اٰیٰتِکَ سے مکاتبِ قرآن کا ثبوت ہے اور یُعَلِّمُہُمُ الۡکِتٰبَ سے مدارسِ علمیہ کے قیام کا ثبوت ہے اور وَیُزَکِّیۡہِمۡ سے خانقاہوں کے قیام کا ثبوت ہے۔ تزکیہ بھی مقصدِ بعثتِ نبوّت ہے اور نبوّت اب ختم ہو چکی لٰہذا یہ کارِ نبوّت آپ کے سچے نائبین و وارثین کے ذریعے قیامت تک جاری رہے گا۔ خانقاہوں میں دلوں کی صفائی ہوتی ہے، دلوں کو غیر اللہ کے کباڑ خانے اور کچرے سے پاک کیا جاتا ہے، اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ میرے شیخ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک تبلیغی مرکز کے بہت بڑے اجتماع میں فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے۔ غور سے سنیے! فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے اعمال کا قبول ملتا ہے۔ اللہ والوں سے اخلاص ملتا ہے جس کی برکت سے اعمال قبول ہوتے ہیں ورنہ اعمال میں ریا اور دکھاوا ہو جائے گا۔ اسی لیے مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب تبلیغ سے واپس آتے تھے تو اپنے بزرگوں کی خدمت میں جا کر دل کی ٹیوننگ اور صفائی کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ مخلوق میں زیادہ خلط ملط سے دل میں غبار سا آجاتا ہے جس کی صفائی میں خانقاہوں میں کراتا ہوں۔ جب موٹر زیادہ چلتی ہے تو پھر ٹیوننگ ضروری ہے یا نہیں؟ ورنہ گرد و غبار سے انجن خراب ہو جاتا

ہے۔ اسی طرح دل میں رِیا، دِکھاوا اور بڑائی آجاتی ہے جس کی صفائی خانقاہوں میں ہوتی ہے تو خانقاہوں کا ثبوت یُزَکِّیۡهِمۡ سے ہے۔

تعلیم اور تزکیہ کے تقدم و تاخر کے اسرارِ عجیبہ

میرے شیخ حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ پہلے پارے میں تزکیہ مؤخر ہے، تعلیمِ کتاب مقدم ہے، اس میں علومِ دینیہ کی عظمت و شرافت کا بیان ہے تاکہ صوفیا کو علومِ دِینیہ سے استغنا نہ ہو اور علمِ شریعت اور طریقت کو مغایر نہ سمجھیں اور پارہ ۴ اور پارہ ۲۸ میں تزکیہ کو مقدم فرماکر علمائے دین کو تنبیہ وہدایت فرمادی کہ تزکیہ کی نعمت سے تغافل نہ کرنا، اور حضرت نے اس کی تمثیل یہ بیان فرمائی تھی کہ جہاں تعلیم مقدم ہے وہاں تحلیہ کی شرافت مقصود ہے جیسے عطر کی شیشی صاف کرنے سے مقصود عطر ہے کہ اس شیشی میں عطر ڈالا جائے اور جہاں تزکیہ مقدم ہے وہاں تخلیہ کی اہمیت مقصود ہے کہ گندی شیشی میں عطر کی خوشبو ظاہر نہ ہوگی۔ اس مثال سے علمائے دین اور صوفیائے کرام دونوں کو ہدایت واضح ہوگئی کہ صوفیائے کرام زندگی بھر صرف قلب کی شیشی نہ دھوتے رہیں، علوم کی بھی فکر کریں جو مظروف ہے، اور علمائے کرام علومِ دین کے لیے قلب کی شیشی کے تزکیہ و تطہیر کی فکر کریں، اس سے غافل نہ ہوں۔ سبحان اللہ! میرے شیخ کی یہ تقریر جامع شریعت و طریقت ہے۔ حضرت حکیم الاُمت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے لیے فرمایا تھا کہ آپ حامل علومِ شریعت اور عامل علومِ طریقت ہیں۔

تعلیمِ کتاب میں حکمت کی اہمیت

اور یُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ معلّم ایسا ہونا چاہیے جو کتاب بھی پڑھائے اور حکمت بھی بتائے یعنی لوگوں کو خوش فہمی اور فہم دین کی تعلیم دے۔ اگر معلّم حکمت نہیں جانتا تو اس کی تعلیمِ کتاب ناقص ہے۔ معطوف علیہ معطوف مل کر یُعَلِّمُهُمۡ ہوگا۔ جو کتاب اللہ کو سمجھائے لیکن حکیمانہ انداز سے سمجھائے، اسی لیے میں کہتا ہوں کہ جو صاحبِ حکمت نہیں ہیں ان کی تعلیم ناقص ہے۔ خالی رٹا دینے سے، ترجمہ کرادینے سے تعلیمِ کتاب کا حق تھوڑی ادا ہوتا ہے۔

حکمت کی پانچ تفسیریں

حکمت کی پانچ تفسیریں یاد کر لیجیے۔ مفسرِ عظیم علامہ آلوسی نے فرمایا کہ حکمت کی پانچ تفسیریں ہیں:

۱)... حَقَایِقُ الْكِتَابِ وَ دَقَايِقُهٗ وہ معلم کتاب اللہ کے حقائق و اسرار و حِکم اور اس کی باریکیاں بتائے۔

۲)... طَرِيْقُ السُّنَّةِ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا طریقہ سکھائے۔ اور سنت کا ہر طریقہ حکیمانہ ہے۔

دخولِ مسجد کی دعا اور قعدہ میں تشہد کے رموز

مثلاً مسجد میں داخل ہوتے وقت رحمت کی دعا ہے اور نکلتے وقت فضل کی دعا ہے۔ رحمت سے مراد وہی رحمت جو معراج کی رات میں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو التحیات کے جواب میں عطا فرمائی تھی۔ آپ نے فرمایا: اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ اے اللہ! میری تمام زبانی عبادتیں آپ پر فدا، میری ہر زبانی عبادت آپ ہی کے لیے ہے تو اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ سلام ہو آپ پر اے نبی! آپ قولی عبادت مجھ کو دے رہے ہیں، میری طرف سے قولی سلام لیجیے۔ پھر آپ نے فرمایا: وَالصَّلَوَاتُ اے خدا! میری بدنی عبادتیں آپ کے لیے ہیں تو اس کے صلے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَرَحْمَةُ اللهِ اے نبی! آپ پر میری رحمتیں نازل ہوں۔ آپ نے بدنی عبادت مجھے پیش کی تو اس کا انعام لے لیجیے کہ میری رحمتیں آپ پر نازل ہوں گی۔ یہ رحمت انعام ہے نماز کا، بدنی عبادت کا۔

بس جو رحمت معراج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوئی تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ میری اُمت کو بھی عطا ہو جائے، لہٰذا آپ نے مسجد میں داخل ہوتے وقت یہ دعا سکھادی کہ کہو اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ تاکہ میری اُمت جو بدنی عبادت کے لیے آرہی ہے، نماز کے لیے آرہی ہے اس کو بھی وہ رحمت عطا ہو جائے جو مجھے معراج میں ملی اور میری اُمت اس رحمت سے محروم نہ رہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا: وَالطَّیِّبَاتُ اور میرا سب مال اے اللہ! آپ پر فدا ہو، میری مالی عبادتیں آپ ہی کے لیے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَبَرَکَاتُہٗ اے نبی! میری برکتیں آپ پر نازل ہوں۔ جو ہم پر مال خرچ کرے گا ہماری برکتیں اس پر نازل ہوں گی۔ برکت کے معنیٰ کیا ہیں؟ امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ برکت کے معنیٰ ہیں فیضانِ خیراتِ الٰہیہ۔ اللہ تعالیٰ کی خیرات کی بارش۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر خیر اور بھلائی کی بارش ہو جائے۔

مسجد سے نکلتے وقت روزی مانگنے کا راز

تو وَبَرَکَاتُہٗ سے معلوم ہوا کہ جو لوگ اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتے ہیں ان پر اللہ کی طرف سے برکات نازل ہوتی ہیں اور مسجد سے نکلتے وقت جو دعا ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ تو فضل سے مراد رزق ہے۔

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ[۹]

جب نماز پوری ہو چکے تو زمین پر چلو پھرو اور خدا کی روزی تلاش کرو۔ (ترجمہ بیان القرآن)

اب دوکان کھولو، روزی تلاش کرو۔ فضل سے مراد یہاں روزی ہے۔ جب رزق کا نام اللہ نے فضل رکھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھادیا کہ جب عبادت کرکے مسجد سے نکلو تو اللہ میاں سے کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ اے اللہ! میں آپ سے آپ کے رزق کا سوال کرتا ہوں۔ مطلب یہ کہ اے اللہ! باطن تو نور سے بھر گیا، عبادت کرکے آرہے ہیں مگر آپ نے پیٹ بھی تو دیا ہے، اب اس کے لیے کچھ چائے، ڈبل روٹی، انڈا، مکھن بھی دیجیے۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ سے اس دعا کا ایک خاص ربط ہے۔ نبی سے زیادہ اللہ کا مزاج شناس کوئی نہیں ہوسکتا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ کے بعد وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ اللہ تعالیٰ روزی کی تلاش کی اجازت دے رہے ہیں تو رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد سے نکلتے وقت یہ دعا سکھادی کہ اب اللہ تعالیٰ سے روزی مانگو کہ اے اللہ! اب ہم مسجد سے نکل رہے ہیں ہم لوگوں کو روزی بھی دیجیے۔

---

۹ الجمعۃ:۱۰

تو حکمت کی پانچ تفسیروں میں سے دو تفسیریں ہو گئیں:

۱) حَقَائِقُ الْكِتَابِ وَدَقَائِقُهُ ۲) طَرِيْقُ السُّنَّةِ

صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ کی شرح اور طریق السنۃ کی تعلیم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا طریقہ سکھائیں، مثلاً نماز تو فرض ہے مگر نماز کا پورا طریقہ قرآن شریف میں نہیں ہے۔ بتایئے! قرآن شریف میں کہیں التحیات ہے؟ مغرب کی تین رکعات کہیں ہیں؟ قرآنِ پاک تو نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے، لیکن کیسے پڑھیں وہ ہے طریق السنۃ۔ نبی کے طریقے پر جو نماز ادا ہوگی وہ قبول ہوگی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ[۱] اے صحابہ! نماز ایسے پڑھو جیسے میں پڑھتا ہوں، صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ ایسے پڑھو جیسا کہ تم مجھے نماز پڑھتے دیکھ رہے ہو۔ یہ صرف صحابہ کی آنکھوں کو شرف حاصل ہے جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حالتِ نماز میں پایا ہے۔ صحابہ کے علاوہ کون ہے جس نے پیغمبر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہو، خواہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہوں یا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہوں کسی کو یہ شرف حاصل نہیں۔ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی قسمت تھی جنہوں نے كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ کا مقام پایا۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جیسا تم مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو بس اس کی نقل کردو، اس کی صورت بنالو۔ نبوّت کی نماز کی باطنی کیفیت تمہیں کہاں حاصل ہوسکتی ہے، مقامِ نبوّت کی طرح تمہاری نماز کہاں ہوسکتی ہے، بس تم میری نقل کرلو۔ جیسے میں نماز میں اُٹھتا بیٹھتا ہوں جیسے رکوع اور سجدہ کرتا ہوں، تم میرے قیام و قعود و رکوع و سجود کی نقل کرلو تو نقل کی برکت سے تمہیں سب انعام مل جائے گا، تمہاری نماز قبول ہوجائے گی۔ صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِيْ أُصَلِّيْ جیسا تم مجھے دیکھتے ہو کہ میں نماز پڑھتا ہوں تم اس کی نقل کردو ورنہ وہ دل کہاں سے پاؤ گے جو پیغمبر کے سینے میں ہے، وہ مقامِ نبوت کہاں سے پاؤ گے، لہٰذا تمہارا کام نقل سے بنے گا۔

---

[۱] صحیح البخاری: ۸۸/۱ باب الاذان للمسافر اذا کانوا جماعۃ، المکتبۃ المظہریۃ

حکمت کی تیسری تفسیر

حکمت کی تیسری تفسیر ہے اَلْفِقْهُ فِي الدِّيْنِ دین کی سمجھ ہو۔ بعض لوگ علم بہت رکھتے ہیں، لیکن دین کی سمجھ نہیں ہے، تفقّہ نہیں ہے۔ دین کی سمجھ بھی ہونی چاہیے۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک من علم کے لیے دس من عقل چاہیے۔ یک من علم را دہ من عقل باید۔ علم کے لیے عقل و فہم بھی چاہیے۔ بے وقوف انسان کو اگر مولوی بنادو تو ہر جگہ طاقت استعمال کرے گا۔ مولانا ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم نے فرمایا کہ لندن میں ایک شخص نے گیراج میں موٹر پیش کی کہ اس کو ٹھیک کردو، اس نے ایک چھوٹی سی ہتھوڑی اُٹھائی اور ایک پُرزے پر ٹھک سے مار دیا اور کہا: لائیے دس پونڈ۔ جو یہاں کا پانچ سو روپیہ ہوا۔ موٹر والے نے کہا کہ میاں ایک ہتھوڑا ٹھک سے مار دیا، یہ کون سا کمال دکھایا جو دس پونڈ مانگ رہے ہو، یہ محنت تو ایک پونڈ کے قابل بھی نہیں ہے۔ اس نے کہا: میں نے ہتھوڑی مارنے کا پیسہ تھوڑی لیا ہے، اس دماغ کا لیا ہے کہ ہتھوڑی کہاں ماری جائے، کس پُرزے پر ماری جائے، اس کا پیسہ لیا ہے۔ اس کا نام حکمت ہے۔ اَلْفِقْهُ فِي الدِّيْنِ کے معنٰی ہیں کہ ہم دین کو کس طرح استعمال کریں، کیسے سمجھائیں۔

حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حکمتِ دینیہ

میرے شیخ شاہ عبدالغنیّ صاحب سے ایک بدعتی مرید ہوا ارام پور میں۔ اس نے پوچھا کہ میں عہد نامہ، دُرود تاج، دُرود لکھی یہ سب پڑھتا ہوں۔ حضرت نے اس سے پوچھا کہ کتنی دیر تک پڑھتے ہو؟ کہا کہ پچیس منٹ۔ حضرت نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا درود زیادہ بہتر ہے یا علماء کا؟ اس نے کہا کہ علماء تو غلام ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو ہمارے آقا ہیں۔ فرمایا کہ التحیات کے بعد جو درود شریف ہے یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا فرمودہ ہے، لہٰذا تم اس دُرود کو پچیس منٹ پڑھ لیا کرو۔ اس بہانے سے اصلاح فرمادی۔ اگر کہہ دیتے کہ یہ سب حرام ہے ناجائز ہے، یہ ہے وہ ہے تو فوراً کہتا کہ افوہ! توبہ توبہ مولانا ہمیں کیا پتا تھا کہ تم کیا ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ اللہ والوں کو حکمت دیتا ہے، محبت سے لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے ہیں، اور محبت ملتی ہے اہل محبت کی صحبت سے۔ صحبت

میں رہتے نہیں اس لیے اب خشکی آگئی ہے جس کی وجہ سے لوگ ان سے بھاگتے ہیں۔ دیکھیے! اہلِ محبت، اللہ والوں کی غلامی کے صدقے میں میرے کچھ شعر ہوئے ہیں ؎

شرطِ توحید کامل یہی ہے
عشق ہو آپ کا قلب و جاں میں
گر نہ صَلِّ علیٰ ہو زباں پر
کیا اثر ہوگا آہ و فغاں میں

اس شخص کی توحید مکمل نہیں جس کے قلب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق نہ ہو۔ اگر دُرود شریف نہیں پڑھوگے تو تمہاری دعائیں، تمہاری آہ و فغاں قبول نہیں ہوں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جس کو اختر نے نظم کردیا۔ اگر یہ اشعار ساری مسجدوں میں لکھ دیے جائیں تو ان شاء اللہ کسی فرقے کا آدمی آپ کا سر نہیں پھاڑے گا، ان کی غلط فہمی دور ہوجائے گی۔ وہ پھر کہیں گے کہ بھائی یہ تو عاشقِ رسول ہیں اور پانچوں وقت مسجد میں آتے ہوئے اور مسجد سے جاتے ہوئے دُرود شریف پڑھ رہے ہیں۔

حکمت کی چوتھی تفسیر

مَاتُکَمَّلُ بِهِ النُّفُوْسُ یہ فعل مضارع مجہول ہے۔ وہ علوم کہ جن سے انسانوں کے نفس اللہ والے بن جاتے ہیں۔ مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْمَعَارِفِ ایسے احکام ایسے علوم و معارف بیان کیے جائیں جن سے انسان کا نفس مجلّٰی، مصفّٰی، مزکّٰی ہوکر اللہ والا بن جائے۔ وہ سب حکمت میں داخل ہیں۔ مَاتُکَمَّلُ بِهِ النُّفُوْسُ مضارع مجہول، یہ مَفْعُوْلُ مَالَمْ یُسَمَّ فَاعِلُهٗ ہوکر مرفوع ہورہا ہے، اس پر پیش ہے مَاتُکَمَّلُ بِهِ النُّفُوْسُ مِنَ الْاَحْکَامِ وَالْمَعَارِفِ میں مِنْ بیانیہ ہے کہ وہ کیا چیز ہے جس سے نفوس پاک ہوتے ہیں؟ اللہ کے احکام کو اور معارف کو محبت و عظمت کے ساتھ بیان کرو تاکہ معرفت حاصل ہو۔ معرفت سے محبت پیدا ہوگی اور محبت سے فرماں برداری کی توفیق ہوگی۔ اگر معرفت اور پہچان نہیں ہے تو پھر محبت بھی نہیں ہوگی۔ ناظم آباد میں میرے پاس دو شیخ الحدیث آئے۔ دونوں پاس بیٹھے ہوئے تھے اور دونوں ساتھ پڑھے ہوئے تھے مگر پہچان نہیں تھی، کیوں کہ چالیس

سال کے بعد ملے تھے۔ دونوں اجنبی کی طرح میرے پاس بیٹھے ہوئے تھے، میں نے تعارف کرایا کہ یہ خیر المدارس کے محدث ہیں اور یہ ٹنڈوالہیار کے محدث ہیں، یہ سننا تھا کہ دونوں کھڑے ہوگئے اور ایک دوسرے کے سینے سے لپٹ گئے کہ ارے! ہم دونوں تو ساتھ پڑھتے تھے۔ تو محبت کب ہوئی؟ جب معرفت ہوئی، ورنہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے اجنبی کی طرح۔ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے لیکن محبت کا جوش نہیں ہورہا تھا، عدمِ معرفت سے عدمِ محبت تھی۔ جب میں نے تعارف کرایا تو دونوں کھڑے ہو کر لپٹ گئے اور میرا شکریہ ادا کیا۔ اسی طرح جو معرّف بندے کی اللہ سے جان پہچان کرادے اس کا بھی شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ اگر چار سال کے بچے کو اس کا ابّا چھوڑ کر چلا جائے اور بیس سال کے بعد آئے تو وہ بچہ اپنے ابّا کو نہیں پہچانے گا، اپنے ساتھ ایک بڑے میاں کو لے جائے گا کہ بڑے میاں آپ میرے ابّا کو دیکھے ہوئے ہیں، پہچانتے ہیں، چلیں آپ ایئرپورٹ۔ ایئرپورٹ پر ایک بڈھا کہتا ہے کہ بیٹا! بستر اُٹھاؤ، تو وہ کہے گا کہ کیا بیٹا بیٹا کررہے ہو، میں اپنے ابّا کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ تو وہ بڈھا معرّف کہتا ہے کہ ارے! یہی تو تیرا ابّا ہے۔ تب بے چارہ رو کر معافی مانگتا ہے کہ ابّا مجھے معاف کردیجیے، میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا۔ تو ایسے ہی جب اللہ والوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پہچان ہوجاتی ہے تب وہ اللہ کی عبادت نماز، روزہ کرتا ہے اور نظر بچانے کی تکلیف اُٹھاتا ہے اور کہتا ہے اللہ میاں! اب تک جو میں نے آپ کے احکام کے بوجھ نہیں اُٹھائے میری نالائقی تھی، معاف فرمادیجیے۔

حکمت کی پانچویں تفسیر

اور پانچویں تفسیر ہے وَضْعُ الْاَشْیَاءِ فِیْ مَحَالِّهَا[۱۱] محل کی جمع محال ہے یعنی ہر چیز کو اس کے محل میں استعمال کیا جائے۔ جس چیز کو جس کام کے لیے اللہ نے بنایا اس کو اسی کام میں استعمال کرو۔ آنکھیں کعبہ شریف دیکھنے کے لیے، والدین کو دیکھنے کے لیے ہیں، جو اپنے ماں باپ کو رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے اس کو ایک حج مقبول کا ثواب ملتا ہے، ان آنکھوں کو وہاں خرچ کرو۔ یَنْظُرُ اِلٰی وَالِدَیْهِ جو اپنے والدین کو دیکھے محبت سے نَظْرَةَ رَحْمَةٍ رحمت

---

[۱۱] روح المعانی:۱/۳۸۷، البقرة (۱۲۷)، دار احیاء التراث، بیروت

کی نظر سے دیکھے کہ ایک دن ہم چھوٹے سے تھے ماں باپ نے ہم کو پالا تو اس نظر رحمت کے صدقے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ایک حج مقبول کا ثواب ملے گا۔ صحابہ نے پوچھا کہ اگر ہم سو مرتبہ اپنے ماں باپ کو رحمت سے دیکھیں تو کیا اللہ سو حج کا ثواب دے گا؟ فرمایا کہ اللہ پاک اس سے بھی زیادہ کریم ہیں، وہاں کوئی کمی نہیں۔ تو یہ پانچویں تفسیر ہے کہ ہر چیز کو اس کے محل میں خرچ کرو۔ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے جس کام کے لیے بنایا ہے اس میں استعمال کرو اور جس چیز سے منع فرمادیا ہے اس سے رُک جاؤ۔ کانوں کو گانا سننے سے منع کیا گیا ہے، آنکھوں کو نامحرم کے دیکھنے سے منع کیا گیا ہے، زبان کو حرام کھانے سے منع کیا گیا ہے، جن اعضا کو جس کام کے لیے اللہ نے پیدا کیا ہے وہی کام ان سے لو، جس کام سے روکا ہے وہ کام ان اعضا سے نہ لو۔ یہی ہے وَضْعُ الْاَشْيَاءِ فِيْ مَحَالِّهَا۔

تفسیر اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ

اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ[۱۲] آخر میں فرمایا کہ یا اللہ! یہ پیغمبر کا بھیجنا اور صحابہ کا ایمان لانا اور ان کے دلوں کا تزکیہ، اس کے لیے آپ کی زبردست طاقت کی ضرورت اور مدد کی ضرورت ہے۔ آپ غالب القدرت ہیں۔ اَلْعَزِيْزُ کے معنیٰ ہیں اَلْقَادِرُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَلَا يُعْجِزُهٗ شَيْءٌ فِي اسْتِعْمَالِ قُدْرَتِهٖ ایسی طاقت والا جس کے استعمالِ قدرت میں کوئی چیز رکاوٹ نہ ڈال سکے۔ یعنی اگر آپ ارادہ کرلیں گے کہ مجھے اس پیغمبر کو بھیجنا ہے تو وہ پیغمبر آکر رہے گا، اگر آپ ارادہ کرلیں کہ مجھے فلاں فلاں کو اپنے نبی کا صحابی بنانا ہے تو وہ بن کر رہیں گے، اگر آپ کسی کو ولی بنانے کا ارادہ کرلیں تو وہ ولی بن کر رہے گا۔ جب تک آپ کا ارادہ، آپ کی مشیت آپ کی مدد شامل حال نہیں ہوگی کوئی بندہ اللہ والا نہیں بن سکتا ہے۔ اس لیے کہ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ آپ غالب القدرت ہیں اور آپ کی قدرت ایسی ہے کہ اگر کسی چیز کا آپ ارادہ کرلیں تو آپ کے ارادے کو مراد تک پہنچنے میں کوئی چیز رکاوٹ نہیں بن سکتی۔ جب آپ ایسے غالب القدرت ہیں، تو آپ ہی کی ذات اس قابل ہے کہ اس سے دعا کی جائے۔ اگر اللہ ابھی ارادہ کرلے کہ جتنے لوگ اشرف المدارس کی اس مسجد میں بیٹھے ہیں سب

۱۲؎ البقرۃ:۱۲۹

کو ولی اللہ بنانا ہے تو اسی وقت ہم سب کے سب ولی اللہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اس آیت کی تفسیر کے صدقے میں ارادہ فرمالے۔ اے اللہ! آپ ارادہ فرمالیں اور ہم سب کو، ہماری اولاد کو، ہمارے خاندان کو، ہمارے احباب کو غرض ہم سب کو مزکّی، مجلّی، مصفّٰی بنا کر اپنا ولی بنالیں، ہم سب کا تزکیہ ہو جائے۔

اور آپ حکیم ہیں کہ آپ قدرت کا استعمال حکیمانہ کرتے ہیں اَلَّذِیْ یَسْتَعْمِلُ قُدْرَتَہٗ بِا الْحِکْمَۃِ جو اپنی قدرت کو حکمت کے ساتھ استعمال کرے۔ کیوں کہ ایک ریچھ تھا وہ اپنے آقا کو پنکھا جھل رہا تھا، مالک نے اس کو سکھا دیا تھا وہ اپنی طاقت کو صحیح استعمال کر رہا تھا اتنے میں ایک مکھی آقا کی ناک پر بیٹھ گئی تو اس نے ہٹا دیا، تھوڑی دیر بعد پھر بیٹھ گئی جب کئی دفعہ بیٹھی تو ریچھ کو غصہ آگیا اور وہ ایک پتھر لایا، اب جو مکھی بیٹھی تو مالک کی ناک پر پانچ کلو کا ایک بڑا پتھر لا کر مار دیا۔ نہ اس کی ناک رہی نہ مکھی، ناک بھی غائب مکھی بھی غائب۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھالو نے طاقت تو استعمال کی مگر غیر حکیمانہ، تو اے خدا! آپ جو طاقت استعمال فرماتے ہیں وہ حکیمانہ ہوتی ہے کہ جس سے بندوں کا نقصان نہیں ہوتا۔ لَنْ یُّصِیْبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا[۱۳] ہمیں ہرگز کوئی مصیبت نہیں آسکتی مگر جو آپ نے ہمارے فائدے کے لیے لکھ دی ہے۔ بعض وقت مصیبت سے بندے ولی اللہ ہو گئے۔ میرا ایک شعر یاد آیا، میرا شعر ہے اختر کا۔ بعض لوگ کہتے ہیں میرا کیوں کہتے ہو، میں کہتا ہوں تو کیا تیرا کہہ دوں؟ جب میرا شعر ہے تو تیرا کیوں کہوں۔ غور سے سنیے

آپ تک لائی جو موجِ رنج و غم
اس پہ قرباں سینکڑوں ساحل ہوئے

کروڑوں کروڑوں بے سکونیاں اور پریشانیاں اس غم پر فدا ہو جائیں جو غم ہمیں اے اللہ! آپ تک پہنچا دے۔ مولانا رومی نے لکھا ہے کہ ایک شخص اپنے معشوق کی تلاش میں تھا اور کوتوال شہر نے اس کو سمجھا کہ یہ پاگل ہے یا چور ہے۔ کہا: بارہ بجے رات کو کہاں پھر رہے ہو؟ کہا: میں اپنے محبوب کی تلاش میں ہوں۔ اتنے میں اس نے مارنا شروع کر دیا، بید پر بید لگائے، وہ بھاگتا رہا یہاں تک کہ ایک گلی میں مڑ گیا، کوتوال کا گھوڑا نہیں مڑ سکا، پتلی گلی تھی، یہ جیسے ہی مڑا

۱۳؎ التوبۃ:۵۱

سامنے باغ کی ایک چار دیواری آگئی، یہ اس میں کود گیا جہاں اس کا محبوب بیٹھا ہوا تھا، اپنے محبوب کو اچانک پا کر اس نے کہا: اے خدا! اس تھانیدار کے ہر بید پر ایک ہزار رحمتیں نازل فرما۔ ہر ڈنڈے پر ہزار ہزار رحمت نازل فرما کہ جس کے ڈنڈے نے مجھے میرے محبوب سے ملادیا۔ تو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ قصہ تو ایسے ہی فرضی و مجازی ہے لیکن اصل مقصد میرا یہ سمجھانا ہے کہ جو مصیبت ہمیں اللہ تک پہنچادے وہ مصیبت مصیبت نہیں۔ لیکن خدا سے عافیت مانگیے کیوں کہ اللہ قادر ہے کہ ہمیں عافیت سے اللہ والا بنادے، اس لیے مصیبت مانگنا جائز نہیں ہے، یہ بات یاد رکھیے۔ یہی کہیے رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہمیں دنیا میں بھی آرام سے رکھیے، آخرت میں بھی آرام سے رکھیے، لیکن اگر کوئی تکلیف آجائے تو سمجھ لو کہ اس میں ہمارا نفع ہے۔ اس آپریشن سے دل کو توڑنا ہے، کبر کو توڑنا ہے، غفلت کے پردوں کو چاک کرنا ہے۔ غفلت کے کینسر کے جراثیم پر ڈی ڈی ٹی چھڑکی جارہی ہے کہ جب صحیح رہتے ہو تو نظارے بازی کرتے ہو، معشوقوں کو تلاش کرتے ہو، اب گردے کا درد اُٹھا ہے تو معشوقوں کو تلاش کرو۔ آنکھوں میں کالا پانی آگیا، اب دیکھو نا معشوقوں کو! اللہ تعالیٰ کی عطا فرمودہ صحت اور عافیت کی قدر کرو۔ جو آرام میں اللہ کو یاد کرتا ہے تو دکھ میں خدا اس کو یاد رکھتا ہے۔ یہ روایت حدیث شریف کی میں نے خود دیکھی۔ جو سکھ میں اللہ کو یاد کرے تو دُکھ میں کیوں ہو! بس مضمون ختم ہوگیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرلیں کہ آج بس اللہ ارادہ کرلے اور اس آیت کی تفسیر اور پورے قرآنِ پاک کی عظمت کے صدقے میں، اس آیت کی تفسیر کی عظمت کے صدقے میں اے خدا! ہم سب کے لیے سو فیصد ارادہ فرمالے، ہم میں سے ایک بھی محروم نہ جائے، جتنے ہم لوگ بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرمادے، اللہ والا بنادے۔ تقویٰ کی زندگی عطا فرمادے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق دے دے اور ہر چھوٹے بڑے غم سے بچائے۔ ہر چھوٹی بڑی پریشانی، چھوٹی بڑی بلا اور چھوٹے بڑے غم اور مصیبت سے بچائے، اور جو ہمیں ستانے کا ارادہ کرے اللہ اس کو ہدایت دے کہ آکر معافی مانگے۔ اگر اس کی ہدایت مقدر نہ ہو تو قدرتِ قاہرہ کے ڈنڈے سے اس کی کمر توڑ دے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الاُمت مجدّ د الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اُٹھاتا ہے جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہو سکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہوگی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❁❁❁❁

اصلاح کا آسان نسخہ

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

دو رکعت نفل نماز توبہ کی نیت سے پڑھ کر یہ دعا مانگو کہ

اے اللہ! میں آپ کا سخت نافرمان بندہ ہوں۔ میں فرماں برداری کا ارادہ کرتا ہوں مگر میرے ارادے سے کچھ نہیں ہوتا اور آپ کے ارادے سے سب کچھ ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ میری اصلاح ہو مگر ہمت نہیں ہوتی۔ آپ ہی کے اختیار میں ہے میری اصلاح۔ اے اللہ! میں سخت نالائق ہوں، سخت خبیث ہوں، سخت گناہ گار ہوں، میں تو عاجز ہو رہا ہوں، آپ ہی میری مدد فرمایئے۔ میرا قلب ضعیف ہے۔ گناہوں سے بچنے کی قوت نہیں ہے، آپ ہی قوت دیجیے۔ میرے پاس کوئی سامانِ نجات نہیں، آپ ہی غیب سے میری نجات کا سامان پیدا کر دیجیے۔ اے اللہ! جو گناہ میں نے اب تک کیے ہیں، انہیں آپ اپنی رحمت سے معاف فرمایئے۔ گو میں یہ نہیں کہتا کہ آیندہ ان گناہوں کو نہ کروں گا، میں جانتا ہوں کہ آیندہ پھر کروں گا، لیکن پھر معاف کرا لوں گا۔

غرض اسی طرح سے روزانہ اپنے گناہوں کی معافی اور عجز کا اقرار، اپنی اصلاح کی دعا اور اپنی نالائقی کو خوب اپنی زبان سے کہہ لیا کرو۔ صرف دس منٹ روزانہ یہ کام کر لیا کرو۔ لو بھائی دوا بھی مت پیو۔ بد پرہیزی بھی مت چھوڑو۔ صرف اس تھوڑے سے نمک کا استعمال سوتے وقت کر لیا کرو۔ آپ دیکھیں گے کہ کچھ دن بعد غیب سے ایسا ہو جائے گا کہ ہمت بھی قوی ہو جائے گی، شان میں بٹہ بھی نہ لگے گا اور دشواریاں بھی پیش نہ آئیں گی۔ غرض غیب سے ایسا سامان ہو جائے گا کہ جو آپ کے ذہن میں بھی نہیں ہے۔

www.ahlehaq.org

دین و دنیا کا ہر کام اعتدال کی حدود میں رہ کر کرنا اس امت کی امتیازی شان ہے۔ اعتدال کی یہ صفت اہل اللہ کی صحبت کے بغیر نصیب نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ دین کا کام کرنے والے بعض حضرات بسا اوقات راہِ اعتدال سے ہٹ کر غلو میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ دین کے جس شعبہ میں وہ کام کر رہے ہیں بس وہی اصل کام ہے۔

شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ "بعثت نبوت کے مقاصد" میں قرآن وحدیث کی روشنی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دنیا میں تشریف آوری کے مقاصد کو بیان فرمایا کہ دین کا ہر کام جو علمائے اہلِ حق کی نگرانی میں قرآن وسنت کے مطابق انجام دیا جائے وہ قابلِ قدر اور لائقِ صد ستائش ہے۔ دین کے ان کاموں میں مشغول ہر شخص اپنی اپنی جگہ نمایاں اہمیت کا حامل ہے لہٰذا دینی خدمات انجام دینے والے آپس میں ایک دوسرے کو اپنا فریق نہیں رفیق سمجھیں۔

www.khanqah.org

ناشر
کتب خانہ مظہری